جلد ۲۴ * قادیان دارالامان مورخہ ۷ اپریل سنہ ۱۹۲۱ء * نمبر ۱۲

دارالامان کا ہفتہ

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح ثانی خدا کے فضل سے بخیریت ہیں۔ اور آپ کے تمام اہلبیت بھی خدا کے فضل سے ہر طرح خیریت سے ہیں۔

(۲) گذشتہ ہفتہ جناب ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب اسسٹنٹ سرجن ناظر محکمہ تعلیم و تربیت کے گھر میں دریچے کے نیچے سے بدمعاشوں نے نقب لگا کر اسباب کے کمرے میں سے قریباً ایک ہزار کی مالیت کے پارچات قیمتی چوری کر لئے۔ دو ٹرنک بہت وزنی اٹھا کر اپنے ساتھ لے گئے۔ اور شہر سے باہر جا کر انکو جب توڑا گیا۔ تو وہ کتابوں سے بھرے ہوئے نکلے۔ ان کو وہیں چھوڑ گئے۔ باقی سب اسباب لے گئے۔ چوری تین بجے رات کے ہوئی۔ اسوقت ڈاکٹر صاحب اٹھ کر کمرے میں گئے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ نقب لگ گئی ہے۔ اور چور بھاگ گئے۔ پولیس نے تفتیش کی۔ مگر عدم پتہ رہی۔

اب اردگرد کے علاقہ کے احمدی صاحبان کو چاہیئے۔ کہ اگر کوئی مال پارچات ریشمی کی شکل میں فروخت ہوتا ہوا پکڑا جاے تو اسکی اطلاع کسی قریب کے تھانہ میں کر دیں۔

(۳) نیز اسی دن ہمارے گھر کے ساتھ ڈاکٹر نور بخش صاحب وٹرٹری اسسٹنٹ کے گھر پر چوری کی واردات ہوئی۔ کوئی سو ڈیڑھ سو روپے کا نقصان ہوا۔ جلد ہی گھر کے لوگ جاگ پڑے۔ اور ملزم بھاگ گئے۔

(۴) ناظر صاحب صیغہ تالیف و اشاعت مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے عنقریب ولایت جانے والے ہیں۔ اس لئے حضرت صاحب نے انکو علوم عربیہ کی تیاری کے لئے نظارت سے فارغ کر دیا ہے۔ اور ان کی جگہ سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب جو گذشتہ سال ناظر امور عامہ بھی رہ چکے ہیں۔ مقرر ہوئے۔ جو ہر طرح سے موزوں ہیں۔

آپ ڈاکٹر حضرت سید عبدالستار شاہ صاحب کے خلف اکبر ہیں۔ آپ نے بہاں ایف۔ اے تک تعلیم حاصل کی۔ اور اس

کے بعد شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کے ساتھ مصر تشریف لے گئے۔ اور وہاں سے شام تعلیم حاصل کرنے کیلئے چلے گئے۔ وہاں رخصتوں وغیرہ کے ایام میں عراق عرب اور مدینہ منورہ تک کی سیاحت کی۔

جنگ کے دنوں میں بیت المقدس میں ایک کالج کے اسسٹنٹ پرنسپل مقرر ہوئے۔ اور جب وہ علاقہ اتحادیوں کے قبضے میں آگیا اور وہاں سے بڑے بڑے ترک پکڑے گئے۔ تو آپ ترکی افسر خیال کئے گئے۔ اور پکڑے گئے۔ وہاں سے فلسطین وغیرہ ہوتے ہوئے مصر لائے گئے۔ اور وہاں قصر النیل میں قید کئے گئے جہاں کہ بڑے بڑے شاہی قیدی رکھے جاتے ہیں۔ آپ کے ساتھ اس قید کے عرصہ میں کوئی سختی نہیں کی گئی۔ بلکہ آپ کا بہت احترام کیا جاتا تھا۔ وہاں سے بمبئی لائے گئے۔ اور بمبئی سے لاہور۔ لاہور آنے پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کو علم ہوا۔ آپ نے قادیان سے ایسے آدمی بھیجے۔ جو حکام بالا کو ملے۔ اور آپ کو قادیان لے آئے۔ یہاں آکر آپ نے بعض کتب اردو سے عربی زبان میں ترجمہ کیں۔ مثلاً اسلامی اصول کی فلاسفی۔ ترکی کا مستقبل وغیرہ کچھ عرصہ ناظر امور عامہ رہے۔ اور حال ہی میں کراچی آپ لیکچروں کیلئے تشریف لے گئے۔

عنقریب ہی پبلک کے سامنے آپ کی ایک نئی تصنیف جو لاہور میں چھپ رہی ہے۔ آئیگی۔ جسکے متعلق یہ امید کی جاتی ہے۔ کہ پبلک اسکو قدر دانی کی نگاہ سے دیکھے گی۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ انکے ذریعہ سے دین کی اشاعت کثرت سے کرائے۔ اور خدمت دین کا کافی موقعہ دے۔ آمین:۔

(۵) حضرت خلیفۃ المسیح کی ڈاک کے افسر بھی مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے تھے۔ صیغہ ڈاک سے بھی آپ فارغ کر دیئے گئے ہیں۔ آپ کی جگہ مولوی علی محمدؐ صاحب بی۔ اے بی۔ ٹی لگائے گئے ہیں۔ آپ نہایت خلیق اور ملنسار آدمی ہیں۔ آپ نے تمام تعلیم یہیں حاصل کی۔ اور کئی سال تک مدرسہ تعلیم الاسلام کی خدمت کی۔ کچھ عرصہ ہوا کہ آپ کو بعض حالات کے ماتحت قادیان سے باہر رہنا پڑا۔ جسمیں آپ سخت بیقرار رہے۔ کہ جس طرح ہوسکے میں قادیان آجاؤں۔ آخر آپ قادیان میں آکر ہی رہے۔ آپ کے اخلاص اور دعاؤں نے جلد ہی آپ کو حضرت صاحب کے قرب کا موقعہ دیا۔

آپ نائب ناظر صیغہ تالیف بھی ہیں۔ اور اب آپ کے سپرد حضرت خلیفۃ المسیح کی ڈاک کا قلمدان کیا گیا۔ دُعا ہے۔ کہ خدا اس وجود کو بھی نافع الناس بنائے۔ آمین:۔

(۶) مولوی علی احمدؐ صاحب ایم۔ اے۔ جو بھاگلپور میں پروفیسر تھے۔ اور نہایت ہی نیک اور صالح آدمی ہیں حضرت مفتی صاحب کی طرح پتلے دبلے منکسر المزاج۔ سادہ طبیعت کے آدمی ہیں۔ امریکہ میں تبلیغ کو جانیکے لئے قادیان پہنچ گئے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعے سے امریکہ والوں کو اس آسمانی نور سے منور کر دے۔ اور اللہ تعالےٰ کے دین کے سمجھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

(۷) آجکل محکمہ نظارت تعلیم و تربیت کی طرف سے روزانہ نصائح کا پوسٹر لگایا جاتا ہے۔ اور اسی طرح سے ہر روز ایک نصیحت درج کی جاتی ہے۔ ۱۳ ر تاریخ کو ایک پوسٹر لگایا گیا۔ جو غیبت سے روکنے کیلئے تھا۔ اوپر قرآن کریم کی آیت شریفہ ایحب احدکم ان تاکل لحم اخیہ لکھی ہوئی تھی۔ نیچے ایک تصویر بنائی ہوئی تھی۔ جسمیں ایک چارپائی پر ایک مردہ بھائی پڑا تھا۔ اور تین بھائی اسکا گوشت نوچ رہے تھے۔ بڑا اثر کرنے والا پوسٹر تھا۔

(۸) مالیر کوٹلہ میں ایک مباحثہ کے لئے حافظ روشن علے صاحب اور شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری اور میر قاسم علی صاحب و مولوی جلال الدین صاحب شمس سیکھوانی تشریف لے گئے۔

(۹) ۱۳ ر اپریل کو عام ہڑتال تھی۔ مگر قادیان میں خدا کے فضل سے کسی جگہ ہڑتال نہیں ہوئی۔

(۱۰) ناظر صاحب تالیف و اشاعت کی طرف سے ۱۰ مارچ کو ایک نوٹس جاری ہوا ہے۔ جو مقامی کتب فروشوں کے لئے ہے۔ کہ آئندہ کوئی کتاب یا رسالہ دفتر تالیف و اشاعت کی تحریری منظوری کے بغیر طبع کرنے کا قصد نہ کریں۔

دُعاء

مہربانی فرماکر سب احباب اپنے اُن بھائیوں کیلئے جو تبلیغ کرنے کے واسطے باہر گئے ہوئے ہیں۔ انکی کامیابی کیلئے درد دل سے دُعا فرمادیں۔ والسلام

(کاتب)

ہمعصر اتحاد۔ اور غیر احمدی جلسہ

(گذشتہ سے آگے)

ہمعصر اتحاد لکھتا ہے۔ کہ قلابازی لگانیوالا لڑکا آیا۔ اور اسپر اپنے خیالات کا گوناگوں طریق پر اظہار کیا گیا۔ پہلے خیال پر تو میں لکھ چکا ہوں۔ کہ اصل میں وہ کیا تھا۔ اور سمجھ کیا لیا گیا تھا۔ "دوسرے نے کہا۔ ممکن ہے۔ قادیانی سفر کی صعوبتیں محو کرنے کے لئے حضرت قادیانی نے یہ تفریحی سامان کر رکھا ہو"

معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ صاحب صایئب رائے نہ تھے۔ یا محتاط تھے۔ یا دیگر علماء کرام کیطرح غیر احمدیت میں پختہ کار نہ تھے۔ بلکہ زمانے کی ہاں میں ہاں ملانے والے تھے۔ کیونکہ فقرے کا لفظ ابتدائی "ممکن" اور لفظ انتہائی "ہو" صاف بتاتے ہیں۔ کہ انکو کوئی یقین نہیں۔

پس صحیح اور درست بات یہ ہے۔ جسمیں کوئی شک نہیں۔ ان کو یہ نظارہ دکھایا گیا تھا۔ کہ منارۃ البیضاء کی دیکھنے کے بعد احمدیت کا عروج و اقبال کا پرچم تمام مکانوں سے اونچا دیکھتے ہوئے اپنے دلمیں سے خیال باطل نکال ڈالنے والے بندگان کو تصویری زبان میں دیکھایا گیا۔ کہ تمہارا انجام آخرش یہ ہوگا۔ کہ تم اس لڑکے کیطرح جہنمی چال چلوگے۔ اور اوندھے منہ گرائے جاؤگے۔

انکو بتایا گیا۔ کہ یہ تفریحی سامان نہیں بلکہ عبرت کا نظارہ ہے۔ جسکو چشم بصیرت ہی دیکھ سکتی ہے۔ تم کو بتایا گیا تھا۔ کہ اسقدر سفر کی صعوبتیں کاٹ کر بھی تم ابھی نجات نہیں پا گئے۔ بلکہ ابھی بہت کچھ تم نے دیکھنا ہے۔ اور تم جیسے قادیان کے قریب ہو گئے ہو ویسے ہی تم اپنی سزا کے قریب ہو گئے ہو۔

دراصل یہ سارا سفران کے لئے ایک مکاشفہ تھا۔ جسمیں کبھی وہ ٹیلوں پر چڑھ جاتے۔ اور کبھی گڑھوں میں گرتے کبھی ان کے سامنے ایسے لڑکے آتے جنکا سر نیچے تھا اور پاؤں اوپر تھے۔ یہ سارا مکاشفہ دیکھتے ہوئے پھر بھی اندھوں کی آنکھیں بند ہی رہیں۔ اور ایک صاف اور کھلی بات بھی نظر نہ آئی۔ اس حالت تکلیف میں دور سے انکو ایک بلند مینار دکھایا گیا۔ جو زبان حال سے پکار رہا تھا کہ اب نجات اسی مینار کے اوپر ہے۔ اور وہی نجات یافتہ ہیں۔ جنکا قدم اس بلندی پر ہے۔

مجھے افسوس ہے۔ کہ جس چیز کو خدا نے علماء کی زندگی کا آئینہ بناکر پیش کیا تھا۔ علماء نے اسکو تفریحی سامان خیال کر لیا۔ اور ایسے دور جا پڑے کہ اخباروں میں اپنی اس غلطی کو شایع کرنے لگے۔ اسی طرح خدا نے انکو سمجھایا۔ کہ دیکھو جسطرح تم قادیان کے راستے کو شناخت نہیں کرسکتے۔ اور اسپر چلنا تمہارے لئے بڑا مشکل ہے۔ اسیطرح اے نفس پرستو۔ اپنی تعریف اپنے منہ سے کرنیوالو۔ اور کفر بازی کرکے لوگوں کو تباہ کرنے والو۔ تم خدا کے مسیح کو۔ جو قادیان والا ہے۔ اسکو بھی شناخت نہیں کرسکتے۔ اور اسکے بنائے ہوئے راستے پر چلنا تمہارے لئے بڑا مشکل ہے۔ جسطرح اسکے جسمانی شہر میں جانے کیلئے تمہارے فربہ بدن تکلیف کیوجہ سے کھنچتے ہیں۔ اسیطرح سے اسکے روحانی شہر میں داخل ہونیکے لئے تمہارے ناتوان روحانی جسم اپنی کمزوری کیوجہ سے کھنچتے ہیں۔ اور نہ صرف اسی پر بس ہے۔ بلکہ اپنے پر سب کو قیاس کرکے دوسروں کو بھی روکتے ہو۔

جہاں راستے کی تکالیف پر سب کی نظر پڑی۔ وہاں خوشگوار نہر پر۔ اور بلند مینار پر نظر تو آگئی۔ مگر ایسی کہ جیسے کچھ دیکھا ہی نہیں۔ وہ دیکھتے بھی کیسے۔ ؎

آنکھ کو اندھو نکو جائی ہوگی سو سو حجاب
ورنہ تھا قبلہ تیرا رُخ کافر و دیندار کا

پس سچی بات تو یہ ہے۔ فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا۔ ؎

عقل پر پردے پڑے سو سو نشان کو دیکھکر
نور سے ہوکر الگ چاہا کہ ہو ویں اہل نار

پس اسمیں کچھ شک نہیں۔ کہ ان کی عقل پر پردے پڑ چکے تھے۔ اور آنکھوں پر سو سو حجاب تھے۔ ورنہ جہاں انہوں نے راستے پر اپنے خیالات کا اظہار کیا اور قلابازی لگانیوالے لڑکے کے معنے کئے۔ وہاں نہر اور مینار پر بھی اپنے خیالات کا اظہار کر دیتے۔ چونکہ انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ اسلئے ہم نہیں یہ چاہتے کہ ہم اسکو نظر انداز کر دیں۔

پس اس مکاشفہ کو میں یوں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ قادیان مقدس ارض حرم۔ دارالامان پر اصحاب الفیل نے ۱۹ مارچ کو بروز ہفتہ حملہ کرنیکا ارادہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے جسطرح پہلے اصحاب الفیل کے ساتھ سلوک کیا تھا۔ اور ان کو کچھ دکھایا تھا۔ الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل۔ الم یجعل کیدھم فی تضلیل

وارسل علیھم طیراً ابابیل۔ اصحاب الفیل کو ایک نظارہ دکھایا گیا تھا۔ جبکہ وہ ارض حرم پر دھاوا کرنے کیلئے آئے تھے ضروری تھا۔ کہ محمد رسول اللہ صلعم کی بعثت ثانیہ میں بھی اصحاب الفیل ارض حرم پر دھاوا کرنے آئیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی قدرت انکو کچھ دکھائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا وہ ۱۹ مارچ کو بٹالہ سے روانہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک ایسے راستے پر ڈالدیا جو بہت خراب اور نکما تھا۔ جس سے اصحاب الفیل کے منہ سے الامان کے الفاظ نکل گئے کہیں ٹمٹم کا پہیہ ریت میں دھنس جاتا۔ ناچار اصحاب الفیل کو مجبوراً ٹمٹم سے اترنا پڑتا۔ اور کسی وقت ایسے گڑھے میں گرتے۔ کہ کلیجہ منہ کو آنے لگتا۔ اور اگر اصحاب الفیل کی خوش قسمتی سے کہیں کچھ مسافت تک ایک پہیہ کو سخت اور ہموار زمین ملگئی تو دوسرا پہیہ اتنا ڈھلوان میں چلتا۔ کہ گاڑی کے الٹ جانیکا خوف رہتا۔ اور خاک اتنی اڑتی کہ اصحاب الفیل کی ہیبت ایسی معلوم ہوتی۔ کہ گویا قبر سے نکل کر آئے ہیں۔ کہیں اصحاب الفیل کو تیلیاں سواریاں ٹیلوں پر چڑھ جاتیں اور کبھی یکدم دھڑم سے تحت الثریٰ میں جاگرتیں۔ کہیں وہ اسقدر زمین میں دھنس جاتیں۔ کہ اصحاب الفیل بمع فیل بانوں کے نیچے اتر آتے۔ اس مصیبت اور سخت جان کنی کی حالت میں ایک نقلی شیر نے ان تکلیفوں کو برداشت نہ کرتے ہوئے چیخ مار کر کہا۔ کہ امرأ القیس نے جو اپنے سفر پر فخر کرکے کہا ہے۔ ؎

و وادٍ کجوف العیر قفر قطعتہ
بہ الذیب یعوی کالخلیع المعیل

وہ بھی اگر اس وادی پرخار میں آتا۔ تو اپنا فخر بھول جاتا۔

پس امراؤ القیس نے جن جنگلات پر دشت و خار کا سفر کہا ہے۔ وہ بھی ایسے سفر سے محروم رہا ہے۔ ہماری بدقسمتی ہم کو کہاں سے کہاں لے آئی۔ عرب کے خطرناک جنگلات جہاں نہ دانہ پانی۔ جنکی تعریف ایک شاعر نے یوں کی تھی۔ ؎

نہ سبزہ تھا صحرا میں پیدا نہ پانی
فقط آب باراں پہ تھی زندگانی،
زمیں سنگلاخ اور ہوا آتش افشاں
لوؤں کی لپٹ باد صرصر کی طوفاں
پہاڑ اور ٹیلے سیراب اور بیاباں
کھجوروں کے جھنڈ اور خار مغیلاں

اس ملک کے جنگلوں سے بھی زیادہ خراب راستہ اصحاب الفیل کیلئے ہوگیا۔ جب وہ ان تمام تکالیف کو برداشت کرکے جارہے تھے۔ اسوقت اس وادی پرخار میں ان کو ایک نہر خوشگوار چلتی ہوئی نظر آئی۔ جو اپنی زبان حال سے پکار رہی تھی۔ ؎

تشنہ بیٹھے ہو کنار جوئے شیریں حیف ہے۔
سرزمین ہند میں چلتی ہے نہر خوشگوار
سر پہ اک سورج چمکتا ہے مگر آنکھیں ہیں بند
مرتے ہیں بن آب وہ اور در پہ نہر خوشگوار

غرض اس وادی پرخار میں ایک نہر خوشگوار چلتی نظر آئی۔ جسکا پانی جاری تھا۔ اور میٹھا تھا۔ اور بتاتی تھی کہ ابھی نبوت کا دریا موجیں مار رہا ہے۔ اس سے نکل کر نہریں بہ رہی ہیں۔ مگر وہ نہر قریب قریب کی زمینوں کو سیراب نہیں کرتی۔ اسکی وجہ یہ نہیں کہ وہ ان کیلئے نہیں بلکہ یہ تو انکے لئے ایک سزا ہے۔ جو ابی واستکبار کی ہے۔ وہ دور جاکر سب زمینوں کو یکساں سیراب کررہی ہے۔

اسی وقت اس نہر کے قریب ایک چمکدار مینارہ نظر آیا۔ جو مسجد مقدس میں تھا۔ وہ دور سے اپنی بلندی انکو دکھاکر زبان حال سے کہہ رہا تھا۔ ؎

گڑھے میں تونے سب دشمن اتارے
ہمارے کردیئے اونچے مینارے
مقابل پر میرے یہ لوگ ہارے
کہاں مرتے تھے پر تونے ہی مارے

تھوڑی دور گئے تھے۔ کہ ایک گداگر لڑکا آیا۔ اسکی آمد نے انکو بتایا۔ کہ تم وہاں جاتے ہو۔ یاد رکھو۔ تمکو گداگر بننا پڑیگا۔ اور لوگوں کے سامنے دست سوال پھیلانا پڑیگا۔ اور اس پیسے کیخاطر تمکو یہاں تک کرنا پڑے گا۔ کہ تم قلابازیاں لگاؤگے۔ اور قلابازیاں دو قسم کی ہونگی۔ ایک تو خود تم قلابازیاں لگاؤگے۔ دوسرے یہ کہ تم کلام کو ایسا مروڑ کر لوگوں کے سامنے پیش کروگے۔ کہ اسکا سر نیچے اور پاؤں اوپر ہو جاویں گے۔

یہ مکاشفہ تھا۔ جو اصحاب الفیل نے دیکھا۔ اسکی تشریح آگے آئیگی۔ اور بعینہٖ ایسا ہی نظارہ پیش آیا۔

(۱) اس خوشگوار نہر سے وہ فیضیاب نہ ہوئے۔ اور اسکی وجہ ابی و استکبار تھا۔

(۲) اس بلندی کے مینار کی طرف وہ نہ گئے۔ اور اس روشنی سے منور نہ ہوئے جو دور سے نظر آرہی تھی۔ بلکہ گڑھوں میں گرے۔ جیسے خود انہوں نے اقرار کیا۔

(۳) وہ گڑھے اور جو دیگر مشکلات دکھائی گئیں۔ وہ دو قسم کی تھیں۔ ایک وہ جنمیں مبتلا تھے۔ دوسرے جو روحانی طور انکے پیش آنے والی تہیں۔

(۴) قادیان آکر گداگر کیطرح سے اپنے لیکچروں میں بھیک مانگی۔ کسی نے کہا کہ فلاں بات سننی ہے۔ تو مجھے بیڑا دے دو۔

کسی نے کہا۔ فلاں بات سننی ہے۔ تو مجھ
کو کچھ دو۔ کسی نے کہا۔ اگر فلاں بات سننی ہے۔
تو مجھے کچھ معاوضہ دے لو۔ غرض ہر رنگ
میں مانگا گیا۔ اور گداگروں کی طرح مانگا۔
(۴) کلام کو قلابازی کیطرح الٹا
سیدھا کیا۔ اور خود بھی ناکامی نامرادی
کے ساتھ واپس ہوئے۔
(باقی آیندہ)

ہماری طرف سے غیر احمدی علماء کو دعوت

چند سوالات

قائلین حیات و نزول مسیح ابن مریم سے

تمام ہندوستان اور پنجاب کے
غیر احمدی علماء اور سجادہ نشین صوفیائے
و مقلدین وغیر مقلدین دیوبندی اور گنگوہی
بریلوی و سہارنپوری۔ امرتسری سیالکوٹی
سے اور ان کے ہمخیال تعلیم یافتہ خواندہ و
ہمخیالوں سے عموماً مولوی ثناء اللہ امرتسری
ایڈیٹر اہلحدیث سے خصوصاً اور حاضر الوقت
غیر احمدی علماء سے بالخصوص ان سوالوں
کا جواب طلب کیا جاتا ہے۔ اگر انہوں
نے کوئی جواب ان سوالات کا نہ دیا۔ تو
دنیا جان لیگی۔ کہ ان کا عقیدہ نزول مسیح
صرف زبانی ہے۔ جسکی کوئی دلیل و برہان
ان کے پاس نہیں۔

(۱) لفظ نزول جو احادیث میں مسیح
موعود کی نسبت وارد ہے اس لفظ سے
کیا معنے اور مراد لی گئی ہے؟

(۲) لفظ رجوع اور نزول میں کیا
فرق ہے؟

(۳) کوئی شخص گیا ہوا اگر لوٹ کر
آوے۔ تو اسکے واسطے عربی فارسی اور
اردو میں کونسا لفظ استعمال ہوتا ہے۔
یعنی رجوع اور واپسی اور بازگشت یا
نزول۔ جواب معہ نظیر اور مثال محاورہ
زبان ہونا چاہیئے۔

(۴) لفظ بعث اور خروج اور نزول
میں فرق باہمی کیا ہے؟

(۵) مسیح ابن مریم کیواسطے بعث اور
دجال کیواسطے لفظ نزول بھی احادیث میں
آیا ہے۔ یا نہیں؟

(۶) مسیح ابن مریم کا نزول کہاں سے
ہوگا۔ زمین سے یا آسمان سے؟

(۷) اگر زمین سے ہوگا۔ تو آپ کو
کہاں سے معلوم ہوا۔ حوالہ دو۔ اگر آسمان
سے ہوگا۔ تو آسمان کی قید کس لفظ سے
ثابت ہے؟

(۸) اور یہ نزول بجسم خاکی ہوگا۔ یا
محض روحانی۔ اگر قالب خاکی سے ہوگا۔ تو
یہ کس لفظ سے مفہوم ہوتا ہے؟

(۹) کس حیثیت اور ہیئت سے انکا
نزول ہوگا۔ یعنی کسی سواری کے ذریعہ اترینگے۔
یا اڑکر تشریف لائینگے۔ یا کسی اور طرز سے۔
جواب مفصل ہو۔

(۱۰) کسوقت یہ نزول رات یا دن
میں ہوگا؟

(۱۱) کس مقام پر نازل ہونگے۔ آیا
کسی مکان خاص پر یا فرش زمین پر؟

(۱۲) یہ شان نزول کوئی شخص بچشم خود
بھی دیکھیگا یا نہیں؟

(۱۳) اہل زمین کو انکے ٹھیک وقت
نزول کا پتہ قبل از نزول ہوسکیگا یا نہیں۔
تاکہ وہ استقبال کیلئے جائے۔ نزول پر
جمع ہو جائیں۔

(۱۴) اگر ہوسکیگا تو کیا ہند و پنجاب
ایران و جاپان۔ روم و اصفہان۔ چین
و افغانستان۔ یورپ و ترکستان۔ وغیرہ
کے سب مسلمان جائے نزول پر جمع ہوجائینگے
یا کسی خاص شہر یا مقام کے لوگ ہی وہاں
پہنچینگے؟

(۱۵) اگر نہیں ہوسکیگا۔ تو پھر جن
لوگوں نے اسطرح ان کا نزول نہیں دیکھا
وہ کس طرح انکی تصدیق کرکے انکو آسمان
سے اترا ہوا تسلیم کرینگے۔ خصوصاً علی گڈھ
وغیرہ کے گریجویٹ اور امرتسر کا مولوی فاضل

(۱۶) جن دو فرشتوں کے ذریعہ وہ
اترینگے۔ وہ فرشتے دوسرے لوگونکو بھی
نظر آئینگے یا نہیں؟

(۱۷) وہ فرشتے اپنی اصلی شکل میں
ہونگے یا متمثل بشکل دیگر۔ اور وہ دیگر
شکل کیا ہوگی؟

(۱۸) اگر اصلی شکل میں ہوں گے۔
تو کیا سوائے انبیاء کے فرشتوں کی
اصلی شکل بھی ہر ایک انسان کو نظر آسکتی
اور آتی ہے یا نہیں؟

(۱۹) اگر متمثل بشکل دیگر ہونگے۔ تو
انکے فرشتے ہونیکا ناظرین کو کیونکر یقین
ہوگا؟

(۲۰) وہ ہمیشہ مسیح کے ساتھ رہینگے
یا صرف زمین پر پہنچا کر واپس چلے جائینگے؟

(۲۱) دو زرد چادریں جو مسیح اوڑھ
کر آئیگا۔ وہ چادریں مسیح ابن مریم بوقت
صعود زمین سے اوڑھے ہوئے آسمان پر
گئے تھے۔ یا آسمان سے جدید لیکر آئینگے یا
بوقت نزول زمین والے ان کے لئے رنگوا کر
نذر کرینگے؟

(۲۲) بعد نزول تا وفات ان کا دہی

آسمانی چادر میں لباس رہیگا یا دوسرا لباس تبدیل کرینگے؟

(۲۳) ایک اسم کا اطلاق دوسرے شخص پر بوجہ کسی مشارکت فی الاوصاف کے جائز ہے یا نہیں؟

(۲۴) کیا مشابہت اور مماثلت تامہ کیلئے الفاظ مثل یا مانند یا مشابہ یا کاف تشبیہ یا کما وغیرہ کا بیان بھی ضروری ہے؟

(۲۵) کوئی شئے اصل سے افضل بھی ہوسکتی ہے۔ یا نہیں؟

(۲۶) نبی اور رسول کس کو کہتے ہیں۔ اسکے لغوی اور اصطلاحی معنی کیا ہیں؟ (اصطلاح شرعی ہونی چاہیئے۔ جو شارع سے منقول ہو)

(۲۷) نبی اور رسول میں کچھ فرق ہے۔ یا ہر دو ایک ہی ہیں۔ یعنی ہر نبی کو، رسول اور ہر رسول کو نبی کہہ سکتے ہیں۔ یا نہیں۔ اور نبوت کے لئے رسالت لازمی ہے۔ یا رسالت کیلئے نبوت؟

(۲۸) امام اور نبی اور محدث اور ولی میں کیا مابہ الامتیاز ہے؟ آیا نبی امام اور محدث اور ولی ہوتا ہے۔ یا ہر محدث نبی اور ولی اور امام ہوتا ہے۔ یا ہر ولی محدث اور امام ہوتا ہے۔

(۲۹) نبوت کے لوازمات کیا کیا ہیں۔ جن سے تحقق نبوت ہو۔ ایسا ہی بصورت تفریق نبوت و رسالت۔ رسالت کے لوازمات کیا کیا ہیں؟

(۳۰) وہ لوازمات کسی حالت یا زمانہ میں انبیاء و رسل سے منفک بھی ہوسکتے ہیں۔ یا نہیں؟ اگر ہوسکتے ہیں تو کن حالتوں میں؟

(۳۱) وحی غیر نبی کیطرف بھی ہوسکتی ہے یا نہیں؟ اگر ہوسکتی ہے۔ تو وہ کس قسم کی وحی کہلاتی ہے۔ یعنی وحی نبوت و رسالت یا وحی ولایت یا کچھ اور نام اس وحی کا اصطلاح میں رکھا گیا ہے؟

(۳۲) وحی نبوت اور وحی ولایت (یا کچھ اس دوسری وحی کا نام ہو) میں بلحاظ کلام الٰہی ہونے کے کیا فرق ہے۔ اور بوجہ غیر نبی کیطرف وحی ہونے کے کیا فرق ہے؟

(۳۳) انبیاء اور خدا تعالےٰ کے درمیان پیغام رسانی کیلئے جبرائیل ہی واسطہ ہے۔ یا کوئی اور بھی۔ اور کبھی غیر نبی کو بھی جبرئیل پیغام الٰہی پہنچاتا ہے۔ یا کوئی دیگر طریق انکے لئے ہے؟

(۳۴) بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وحی نبوت تا قیامت بواسطہ جبرائیل منقطع ہوگئی ہے۔ یا ممکن ہے کہ پھر جاری ہو جائے۔ اور جسپر وحی نبوت بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہو وہ باوجود نزول وحی نبوت۔ ختم نبوت کا حارج ہی یا نہیں؟

(۳۵) آدم علیہ السلام سے لے کر محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم تک جس قدر امتیں گذری ہیں۔ کسی نبی کی امت یا ان کی اُمت کا کوئی فرد کسی نبی سے افضل ہوا ہے یا ہوسکتا ہے۔ اگر ہوسکتا ہے۔ تو وہ فضیلت کلی ہے۔ یا جزوی؟

(۳۶) کوئی نبی ایسا بھی گذرا ہے جسکی نبوت کا درجہ امت محمدیہ کے مدارج سے باوجود نبی اللہ ہونے کے کم ہو۔ اور اس کی خواہش ہو۔ کہ وہ امت محمدیہ کا ایک امتی بنایا جائے۔ تاکہ وہ نبوت سے افضل درجہ حاصل کرے؟

(۳۷) ایک ہی وقت اور جگہ اور ایک ہی زمانہ میں دو امام مفترض الطاعت امت محمدیہ کیلئے ہوسکتے ہیں یا نہیں؟

(۳۸) مہدی اور مسیح ابن مریم کے فرائض یکساں ہونگے۔ یا کم و بیش؟

(۳۹) ہر دو کی موجودگی میں امت محمدیہ کس کی اطاعت مستقل کی مکلف ہوگی۔ اور ان میں سے حاکم کون ہوگا۔ اور محکوم کون۔ یا مہدی و مسیح ایک ہی شخص ہوگا؟

(۴۰) دونوں کے بعث و نزول کا ایک ہی وقت ہوگا۔ یا آگے پیچھے وہ ظاہر ہونگے۔ اگر آگے پیچھے ہونگے تو کتنے عرصہ ایک دوسرے میں فاصلہ ہوگا؟

(۴۱) ان دونوں میں سے افضل کون ہوگا۔ اور مفضول کون۔ اور نبی ان میں سے کون ہوگا۔ اور امتی کون؟

(۴۲) مسیح ابن مریم کی نبوت بوقت نزول سابقہ نبوت (جو الیٰ بنی اسرائیل تھی) ہوگی۔ یا جدید نبوت الیٰ کافۃ الناس سے مشرف ہونگے۔ یا نبوت سے معطل ہوکر آئینگے؟

(۴۳) انہیں سے پہلے کسکا انتقال ہوگا؟

(۴۴) ہر دو کی وفات تک کوئی مذہب غیر اسلام کے زمین پر نہ رہیگا۔ یا کچھ لوگ غیر مذاہب کے پیرو بھی باقی رہجائینگے؟

(۴۵) تمام مذاہب غیر کو مہدی و مسیح بذریعہ جہاد داخل اسلام کریں گے۔ یا محض تبلیغ وغیرہ سے؟

(۴۶) مسیح کی بابت جو لکھا ہے۔ کہ وہ فوت ہونگے۔ اور مسلمان انکے جنازہ کی نماز پڑھینگے۔ اس سے کیا مراد ہے۔ کیا عام مسلمانوں کا جنازہ مسلمان ہی نہیں پڑھا کرتے۔ ہندو یا عیسائی پڑھا کرتے ہیں۔ جو عجیب خبر دیگئی ہے۔ آخر انہیں مہدی یا مسیح کی کیا خصوصیت اور کونسی فضیلت ہوئی۔ کہ مسلمان انکا جنازہ پڑھینگے؟

(۴۷) اور یہ جو لکھا ہے۔ کہ مسیح کو بعد وفات

آنحضرتؐ کی قبر میں دفن کرینگے۔ کیا مسیح کیلئے حضور انورؐ کا قبہ مبارک گرا کر اور معاذ اللہ قبر کھود کر دو نعشیں ایک قبر میں دفن ہونگی۔ یا باہر کی جانب سے سرنگ لگا کر مسیح کی نعش کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں ڈالدینگے۔ یا ایک قبر کی جگہ روضہ مبارک میں پہلے سے رکھی ہوئی ہے۔ جیسا کہ بعض عوام الناس اور جہلا کا خیال خام ہے۔ جنہوں روضہ مبارک دیکھا نہیں۔ کہ وہاں کسی قبر کی جگہ نہیں ہے۔ یا قبر سے مراد مقبرہ ہے۔ جو کسی لغت سے ثابت نہیں مفصل جواب دیں؟

(۴۸) مہدی و مسیح کسی حکم قرانی یا مسئلہ شرعی کو منسوخ کرسکینگے یا نہیں؟

(۴۹) مسیح ابن مریم کا دعوی بعد نزول اپنی نسبت کیا ہوگا۔ یعنی نبوت رسالت کا یا امتی ہونیکا؟

(۵۰) کوئی نبی اپنی نبوت سے کسی حالت یا زمانہ میں معزول ہوسکتا ہے یا نہیں؟

(۵۱) ہر نبی اور امام اور خلیفہ اور مامور من اللہ پر اپنے منصب کا اعلان فرض ہے یا اخفا منصب ضروری ہے؟

(۵۲) قرآن مجید اور احادیث کا علم مسیح کو کسطرح حاصل ہوگا۔ کیونکہ یہ عربی زبان ہے۔ اور مسیح کی مادری و اصلی زبان عبرانی یا سریانی ہے۔ اسلئے یا تو وہ علماء زمانہ سے سبقاً سبقاً پڑھینگے۔ یا آسمان سے ہی پڑھکر تشریف لائینگے۔ یا دوبارہ نزول قرآن بذریعہ وحی انکی زبان میں ہوگا پس وہ ذریعہ بتانا چاہیے؟

(۵۳) مسیح کے نزول کے بعد اور وفات سے قبل اور وفات کے بعد قیامت تک آیات ذیل (جو حیات اور نزول مسیح کیلئے آپ کے زعم میں نصوص صریحہ ہیں) کے کیا معنے لوگ کرینگے۔ اور خود مسیح بوقت تلاوت کیا معنے کرینگے۔ (ا) یعیسی انی متوفیک ورافعک (ب) بل رفعہ اللہ الیہ (ج) وان من اھل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ (د) یا بنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدیہ من التوراۃ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد (ھ) وبرا بوالدتی ولم یجعلنی جبارا شقیا۔

(۵۴) مسیح کس عمر میں مامور اور رسول بنی اسرائیل کیطرف ہوئے تھے۔ اور کتنے سال انہیں رسالت کرتے رہے۔ اور کس عمر میں آسمان پر چلے گئے۔ اور کس عمر میں نازل ہونگے؟

(۵۵) بعد نزول مسیح اگر کوئی وحی منجانب اللہ مسیح پر نازل ہوگی۔ تو اس وحی پر مسلمانوں کو ایمان لانا فرض ہوگا۔ یا نہیں؟ اور وہ وحی علاوہ قرانی وحی کے ہوگی۔ یا قرآن ہی کی وحی ہوگی اور جو اسکا انکار کرے وہ کافر ہوگا۔ یا مسلمان ہی رہیگا؟

نوٹ۔ ان جملہ سوالوں کے جوابات مکمل اور مدلل بحوالہ کتب ہوں۔ محض اپنے قیاس اور رائے فاسد سے جواب نہ دیا جائے۔ جو صاحب انکے جواب دیں وہ مطبوعہ ہوں۔

السائل:۔ مسیح موعودؑ کا ادنی غلام
خاکسار قاسم علی افسر تبلیغ قادیان۔
(۱۵ر مارچ سنہ ۱۹۲۱ء)

مولوی ثناء اللہ صاحب پر حقیقی اور الزامی ہر دو طریق سے اتمام حجت

مولوی ثناء اللہ صاحب پر جس جس طرز سے اتمام حجت ہوئی ہے۔ اسکی نظیر شاذ و نادر ہی کوئی ملیگی۔ اللہ تعالی کی شان کے قربان جائیے۔ جس نے امرتسری جیسے عدو مبین اشد ترین دشمن سلسلہ کی زبان و قلم سے ایسے ایسے اصول اور قانون بیان کر دیئے۔ جو ایک طرف تو اسکے مقبولہ و مسلمہ ہونیکی وجہ سے اسپر الزاماً حجت ہیں۔ اور دوسری جانب الہی قانون ہونے کے باعث حقیقی طور سے اسپر حجت پوری کرتے ہیں۔ ابو الوفاء صاحب کو کیا خبر تھی۔ کہ میں ایسے قوانین بیان کرکے مرزا صاحبؑ کی تصدیق کیلئے احمدی جماعت کو اپنے ہاتھ کاٹ کر دے رہا ہوں۔ اب اگر فاضل امرتسری اس سے انکار کرے۔ تو اسلام اور نبی خیر الانام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے اسکو انکار کرنا پڑتا ہے۔ اور اقرار کرے۔ تو مسیح موعود علیہ السلام کی تصدیق لازم آتی ہے۔ غرض نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن" والی حالت بچارے کی ہو رہی ہے۔ خیر کچھ بھی ہو۔ اب میں وہ حجت اسپر تمام کرتا ہوں۔

سنئے اور غور سے سنئے

مولوی ثناء اللہ صاحب مفسر قرآن وایڈیٹر اہلحدیث نے اپنی تفسیر ثنائی جلد اول کے صفحہ ۱۶ پر جھوٹے اور سچے مدعیان نبوت کی شناخت کا ایک عام فہم جزل رول بیان کیا ہے۔ جو خدا کی سب الہامی کتابوں میں ذکر ہوتا چلا آیا ہے۔ اور اسکے ذریعہ ہی امرتسری فاضل نے تمام یہود و نصارے اہل کتاب کے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کو ثابت کیا ہے۔

جھوٹے مدعیان نبوت کے متعلق خدا کا عام قانون

مولوی ثناء اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ۔
"نظام عالم میں جہاں اور قوانین الہی ہیں یہ بھی (قانون الہی) ہے۔ کہ کاذب مدعی کی نبوت کی ترقی نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ جان سے مارا جاتا ہے"
"اس سے یہ نہ کوئی سمجھے کہ جو نبی قتل ہوا وہ جھوٹا ہے۔ بلکہ ان میں عموم و خصوص مطلق ہے

یعنی یہ ایسا مطلب ہے۔ جیسے کوئی کہے۔ کہ جو شخص زہر کھاتا ہی مرجاتا ہے۔ اسکے یہ معنی ہرگز نہیں۔ کہ ہر مرنیوالے نے زہر کہائی ہی۔ بلکہ یہ مطلب ہی۔ کہ جو کوئی زہر کہائیگا وہ ضرور مریگا۔ اور اگر اسکے سوا بہی کوئی مرے تو ہو سکتا ہی۔ گو اسنے زہر نہ کہائی ہو۔ یہی تمثیل ہی۔ کہ دعوئ نبوت کاذبہ مثل زہر کے ہے۔ جو زہر کھائیگا ہلاک ہوگا۔ اگر اسکے سوا بھی کوئی ہلاک ہو تو ممکن ہی۔ ہاں یہ نہ ہوگا۔ کہ زہر کھانیوالا بچ رہے۔"

مندرجہ صدر تحریر اپنا مطلب آپ بتا رہی ہے۔ کہ (۱) نبوت کا جھوٹا دعوی کرنیوالا جان سے مارا جاتا ہی۔ نہ کہ طبعی موت سے مرتا ہی۔ (۲) اور جھوٹے مدعی نبوت کا قتل کیا جانا ایک عام قانون الٰہی ہی کسی خاص شخص سے مخصوص نہیں۔ کہ وہ اگر جھوٹا دعوی کرے۔ تو قتل کیا جائے۔ اور کوئی کرے تو چھوڑ دیا جائے۔ کیونکہ (۳) نبوت کا جھوٹا دعوی مثل زہر کے ہے۔ اور (۴) جو کوئی بھی یہ زہر کھائیگا۔ اسکا مارا جانا تو لازمی اور یقینی ہے اور بچنا ناممکن ہے۔

اس عام قانون الٰہی کو بیان کرنیکے بعد امرتسری فاضل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طبعی وفات کو آپ کی صداقت کی زبردست دلیل قرار دیکر اہل کتاب سے پوچھتے ہیں۔ کہ کیا وجہ ہی کہ قانون مذکورہ بالا سے بانی اسلام مستثنیٰ رہے۔ "حالانکہ بقول اہل کتاب پیغمبر اسلام کاذب تھے۔ معاذاللہ پھر میں پوچھتا ہوں۔ کہ کیا وجہ ہے کہ آپ کے گلے پر تلوار نہ پھری۔ آخر ہوُا تو کیا۔ جو اس (قانون الٰہی) کے مطابق حضور اقدس نہ مارے گئے۔ اگر یہ کلام (یعنی عام قانون الٰہی کہ کاذب مدعی نبوت جان سے مارا جاتا ہے۔) سچ ہے تو آپکی نبوت بھی بلا کلام حق ہے۔" (تفسیر ثنائی جلد اول صفحہ ۱۶)

اب میدان بالکل صاف ہے۔ اور جھوٹے اور سچے مدعی نبوت کی شناخت بہت آسان ہے۔ جو شخص نبوت کا دعوی کرکے طبعی موت سے فوت ہو۔ وہ اپنے دعوی میں صادق ہوگا جیسا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم طبعی وفات پاکر صادق ٹھیرے۔ اور جو بعد دعوی نبوت قتل کیا جائے۔ اسکی دو صورتیں ہیں۔ جو عموم و خصوص مطلق میں ہوتی ہیں۔ کہ ممکن ہی کہ وہ سچا بھی ہو۔ اور ممکن ہے۔ وہ جھوٹا ہو لیکن نبوت کا دعوی کرکے طبعی موت سے فوت ہونیوالا تو کسی طرح جھوٹا اور کاذب نہیں ہوگا۔ اور جھوٹی نبوت کا دعوی کرنے والا کبھی بھی قتل سے محفوظ رہکر طبعی موت سے نہیں مرے گا۔ یہ خدا تعالےٰ کا اٹل قانون ہے۔ اور مولوی ثناء اللہ صاحب کا مسلمہ۔ جس سے آنحضرت صلعم کی صداقت ثابت ہوتی ہے۔ اس سے امرتسری اگر انکار کرے۔ تو پہلے اپنی تفسیر کو جلا دے۔ اور پھر آنحضرت صلعم کی نبوت سے انکار کر دے۔ اور پھر اس دلیل کو دریا برد کرکے اسکے قانون الٰہی ہونے پر خط نسخ کھینچدے ورنہ ہمارے مندرجہ ذیل سوال کا جواب دے جو اسکے الفاظ میں ہی ہم پوچھتے ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب قانون مذکورہ بالا سے مستثنےٰ رہے۔ حالانکہ بقول مولوی ثناء اللہ (علیہ ما یستحقہ) مرزا صاحب کاذب تھے۔ معاذاللہ۔ پھر میں پوچھتا ہوں کیا وجہ کہ اس مذکورہ جنرل رول (عام قانون الٰہی) کے موافق آپکے گلے پر کیوں تلوار نہ پھری کیا اب یہ قانون الٰہی منسوخ ہوگیا۔ یا اسپر عملدرآمد کی معاذاللہ مقنن میں قدرت نہیں رہی۔ آخر ہوُا تو کیا۔ جو اس قانون کے مطابق حضرت اقدس مرزا صاحبؑ نہ مارے گئے۔ پس اگر یہ قانون الٰہی سچ ہی۔ اور اس سے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا بچکر قتل نہ کیا جانا اور طبعی موت سے وفات پانا آنحضرت صلعم کو صادق قرار دیتا ہے۔ تو کیوں اسیطرح حضرت مرزا صاحب کا اس قانون سے مستثنیٰ رہکر قتل نہ کیا جانا اور طبعی موت سے وفات پانا انکے صادق نبی اور مامور من اللہ ہونے کی دلیل نہیں ؟ اور سنئے

مرزا صاحب نے بقول آپ کے دعوئ نبوت کاذبہ کا کیا۔ اور دعوئ نبوت کاذبہ مثل زہر کے ہے۔ اور جو کوئی یہ زہر کہائیگا وہ ہلاک ہوگا۔ یہ نہ ہوگا کہ زہر کہانیوالا بچ رہی۔ مگر مرزا صاحب بچ گئے۔ اور ہلاک نہ ہوئے تو نتیجہ کیا نکلا کہ مرزا صاحب کا دعوئ نبوت کاذبہ کا نہ تہا۔ ورنہ یہ قانون الٰہی غلط ہو جائیگا کہ "کاذب مدعی نبوت جان سے مارا جاتا ہے" اور جو کوئی زہر کہائیگا۔ (یعنی نبوت کا جھوٹا دعوی کریگا) وہ ضرور مریگا۔ اسکی نظیریں بہی ہیں۔ واقعات گذشتہ سے بہی اسکا ثبوت پہنچتا ہے۔ کہ مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی دونوں نے دعوئ نبوت کئے۔ اور کیسے کیسے خدا پر جھوٹ باندھے۔ لیکن آخرکار خدا کے اسی زبردست قانون کے نیچے ذلت اور رسوائی سے مارے گئے۔" (تفسیر ثنائی جلد اول صفحہ ۱۶)

اے زمین و آسمان والو! گواہ رہو کہ ہم نے خدا کی حجت الزامی اور تحقیقی ثناء اللہ صاحب امرتسری پر تمام کر دی ہی۔ اور انکا حق نہیں۔ کہ وہ اسی زبان و قلم سے جس سے انہوں نے یہ قانون الٰہی پیش کیا ہی۔ اس قانون کا انکار کرکے مرزا صاحب علیہ السلام کی تکذیب کریں۔ اے فنیر پنجاب کے شیدائیو! دیکھ لو کہ تمہارا رہنما مرزا صاحب کی صداقت پر اپنے دستخط کر چکا ہی۔ اب اگر تم بھی نہ مانو تو تم پر بھی خدا کی حجت قائم ہوگئی۔ مسلمان وہی ہی۔ جو اپنی تمام نفسانی خواہشات کو خدا کی رضا کیلئے قربان کرکے لوگوں سے ندامت اور شرم نہ کرے۔ بلکہ خدا سے ڈرے اور حق کو قبول کرے۔ اے مولویصاحب! دنیا روز چند آخرکار باخداوند ہی۔ دیکھو خدا کی کسقدر حجت تم پر پوری ہوئی ہی اٹھو اور بلا خوف لومۃ لائم خدا کے رسول مسیح موعود علیہ السلام کو مان لو۔ دین و دنیا میں عزت پاؤ گے۔ ورنہ ذلت اٹھاؤگے۔ اور پچھتاؤ گے۔

من از بہر دیانت گفتم تو خود ہم فکر کن بارے